السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آسیب کا مطلب و تفصیلی مفہوم

آسیب کا مطلب عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ آسیب زدہ کو جن (مومن یا فاسق فاجر یا کافر) لگ گیا ہے۔ اور اسی کے تصرف سے آسیب زدہ کے حرکات وسکنات، افعال واقوال میں خلل پڑ گیا ہے۔ آسیب زدگی کی شکایت زیادہ تر عورتوں میں دیکھی جاتی ہے، لیکن ان میں سے اکثر واقع اور حقیقت میں آسیب زدگی نہیں، بلکہ اختناق یعنی ''ہسٹیر،، میں متلا ہوتی ہیں، یا پھر کسی ذاتی غرض اور مقصد کی خاطر بتکیف و تصنع آسیب زدہ بن جاتی ہیں۔

آسیب زدگی کا عقیدہ کم وبیش پوری دنیا میں پایا جاتا ہے۔ لیکن کچھ لوگ ہر جگہ ایسے پائے جاتے ہیں، جو اس کے بالکل منکر ہیں، اور کہتے ہیں کہ جنّ وشیاطین کسی انسان یا جانور کو نہیں لگتے، اور ان میں کچھ تصرف کر سکتے ہیں۔ اور کسی انسان یا حیوان سے جو خلاف عادت حرکتیں سرزد ہوتی ہیں۔ تو ایسا محض کسی جسمانی یا دماغی بیماری کے باعث ہوتا ہے یا تصنع اور اشرارت پر مبنی ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک جنات کے کسی پر آنے، یا سوار ہونے اور اس میں ایسا تصرف کرنے سے جو عادت اور معمول کے خلاف ہو، اس کا بالکل انکار کرنا صحیح نہیں ہے۔

جولائی کو یہاں تک خط کا جواب اور استفسار کے سلسلے میں اوپر کی سطریں لکھوائی گئی تھیں کہ یکایک کسی مہمان کے آجانے کی وجہ سے یہ جواب مکمل نہ کیا جاسکا۔ سخت افسوس ہے کہ باوجود کوشش کے آج 27 17 اگست سے پہلے اس کے مکمل کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ خدا کرے اسی مجلس میں یہ تحریر لشم پشم کسی طرح تکمیل کو پہنچ جائے

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آسیب زدگی یعنی: کسی انسان پر جن اور شیطان کے سوار ہونے یا اس کو لگ جانے، اور پھر اس انسان کا جن یا شیطان کی زبان سے مختلف قسم کی مربوط یا غیر مربوط باتین کرنا یا پڑھنا، یا غیر متوقع حرکات وسکناب کا اس سے سرزد ہونا، نہ عقلاً غلط ہے نہ شرعاً۔ بلکہ مشاہدہ اور حس و تجربہ اس کے قوع کی کھلی دلیل ہے، چاہے آپ کے موحد اخلص مولانا مسعود الدین عثمانی اور ان جیسے لوگ، اس کا کتنا ہی انکار کریں، اور اس قسم کے واقعات کی کچھ بھی تاویل و توجیہ کریں۔

جاہلیت کے زمانے میں اور نزول قرآن کے وقت بھی لوگوں کا عقیدہ تھا کہ انسان کو جن یا شیطان لگ جاتا ہے، اور اس میں مذکورہ قسم کا تصرف کرتا ہے اور اسی عقیدہ کے اثر سے وہ آں حضرت ﷺ کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ آپ مجنون ہیں، یعنی: آپ دیوانہ ہیں یا آپ کو جنّ لگ گیا ہے، اور آپ جو کچھ ہم کو سناتے ہیں وہ اسی جنّ کے تصرف سے ہوتا ہے۔ قرآن نے آں حضور ﷺ کی طرف مجنون ہونے کی نسبت کی تو سخت تردید کی، لیکن کسی انسان کو جنّ لگنے کے نفس عقیدہ کی کہیں تردید نہیں کی۔ نہ آں حضور ﷺ نے اس خیال یا عقیدہ کی تردید فرمائی۔

قرآن کریم کی اس آیت الَّذينَ يَأكُلونَ الرِّبوٰا لا يَقومونَ إِلّا كَما يَقومُ الَّذى يَتَخَبَّطُهُ الشَّيطٰنُ مِنَ المَسِّ ... البقرة ٢٧٥ سے اس عقیدہ کی تائید ہوتی ہے۔ اس آیت کی تاویل میں مسعود الدین عثمانی صاحب اور دوسرے عقلیت زدہ مفسرین کا یہ کہنا کہ تشبیہ میں مقصود محض جاہلی عقیدہ کا اظہار ہے، اس کا اقرار اور اثبات مقصود نہیں ہے، سخت محل نظر ہے کیونکہ اگر یہ عقیدہ نفسہ شرعاً غلط ہے تو اس کو تشبیہ میں بغیر نکیر کے ذکر کر دینا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟۔ اس بارے میں غازی عزیز سلمہ اللہ کے استفسار کے جواب میں بھی جس کا تعلق رسالہ ''تعویذ گنڈا شرک ہے،، سے تھا، کچھ لکھا جا چکا ہے۔

کرامت اور معجزہ اور سحر وشعبدہ، ان تینوں کے درمیان جو فرق ہے، وہ آپ سے مخفی نہیں ہے، خرق عادت کے طور پر مومن، صالح، متقی کے ذریعہ اللہ تعالی جو امر ظاہر فرماتا ہے، وہ ’کرامت،، کہلاتا ہے۔ اور اس قسم کی جو چیزیں نبی کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہیں۔ وہ ''معجزہ،، کہلاتی ہیں اور جو پہچان معجزہ کی ہے، وہی کرامت کی بھی ہے۔ امام نووی نے ''ریاض الصالحین،، میں ’کرامة الاولیاء و فضلھم،، کے عنوان سے ایک باب منعقدہ کیا ہے اور اس کے مناسب آیتیں پھر احادیث ذکر کی ہیں۔ امید ہے کہ آپ اس باب کو ضرور ملاحظہ کریں گے۔ نیز حضرت نواب صاحب بھوپالی نے بھی دلیل الطالب جلد میں 733 تا ص: 739 میں ’کرامت اولیاء،، پر مفصل بحث کی ہے، اسے بھی آپ ضرور ملاحظہ کریں۔

حدیث: اول ماخلق اللہ نوری،، اور نوری،، اور حدیث: '' یا جابر اول ماخلق اللہ نور نبیک،، کو صاحب ''سیرة النبی،، نے جلد: 3 737 738 میں زرقانی علی المواہب اور مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ قسطلانی ''المواہب اللدینہ،، کی شرح للزرقانی 1 27 طبع بیروت میں حدیث: ''اول ماخلق اللہ نوری،، بغیر سند اور بغیر مخرج کے بیان کے مذکور ہے۔ اور حدیث: ''یا جابر اول ماخلق اللہ نوری،، مصنف عبدالرزاق میں تلاش کی گئی لیکن وہاں مل سکی۔ اس کے بعد محمد عبدالسلام خضر الشقیری کی کتاب ''السنن والمتدعات المتعلقة بالاذکار والصلوات،، ص: 93 نظر سے گزری جس میں مصنف مذکور لکھتے ہیں: ''ومسئلة خلق کل شئ من نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم. التی جعلھا ابن بنانة موضوع خطبة السخیفة. قد اوضحھا وبین بطلان حدیثھا صاحب المنار بالمجلد الثامن من صفحة 86، قد افاض ھنالک وافاد واجاد، فجزاہ الحق عن تحقیق الحق خیر الجزاء، وحدیث: اول ماخلق اللہ نور نبیک یا جابر اخرجہ عبدالرزاق، ولا اصل لہ، ولیس فیہ تعظیم للنبی صلی اللہ علیہ وسلم، بل مثار شبہات وشکوک فی الدین، قال اللہ تعالی: ''وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل،، وقال: قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی،، وقد قال محمد بن عثمان الثقفي البصري: واللہ الذي لا الہ ہو ان عبدالرزاق کذاب،، انتہی اس وقت اس حدیث کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا جا سکتا، امید ہے آپ بطور خود بھی تفتیش کریں گے، ممکن ہے اس سے متعلق کچھ مزید مواد مل جائے۔

عید کے بعد قاری محمد زبیر سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ کی دی ہوئی تین کتابیں 1۔ تحفہ حدیث، 2۔ روزہ، 3۔ یہ قبریں اور آستانے ۔ حوالہ کیں اور آپ کا سلام اور خیر وخیریت پہنچائی۔ یہ معلوم ہوکر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ ان دنوں ہر طرح صحت مند ہیں۔ رمضان سے بہت پہلے مولانا مختار احمد ندوی نے آپ کی کتاب تحفہ حدیث بھیج دی تھی جسے سرسری طور پر ازاول تا آخر پڑھ لیا گیا تھا۔کتاب کے شروع میں مضامین کی فہرست دے دی گئی ہے یہ بہت اچھا ہوا۔ اس سے کتاب کے محتویات ومشتملات کا اجمالی علم ہوجاتا ہے۔کتاب مجموعی حیثیت سے جامع اور عوام کے لیے انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی۔کتاب میں موجود باتیں کھٹکیں، مختصراً ذیل میں درج کی جا رہی ہیں:

یہ کتاب غیر عربی دانوں کے لیے لکھی گئی ہے، اس لیے اس میں جہاں کہیں بھی قرآن کی کوئی آیت یا حدیث لکھی گئی ہے ان پر اعراب لگانا ضروری تھا، لیکن افسوس ہے کہ اس کا التزام نہیں کیا گیا، کہیں اعراب لگایا (1) گیا ہے اور کہیں نہیں، اورجہاں کہیں اعراب لگایا گیا بھی ہے، صحیح اعراب لگانے کا اہتمام والتزام نہیں کیا گیا ہے اور بعض جگہ نقطے بے موقع دیئے گئے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ اس وقت اردو زبان کو کس قدر آسان اور عام فہم بنانے کی ضرورت ہے!۔ اب مولانا ابوالکلام آزاد یا مولانا مودودی کی اردو کا سمجھنا عام اردو دانوں بالخصوص کم پڑھی لکھی عورتوں کے لیے مشکل ہی نہیں (2) بلکہ تقریباناممکن ہے۔ ''تحفہ حدیث،، کی زبان آسان سے آسان تراورعام فہم ہونی چاہیئے اتھی،تاکہ معمولی اردوجاننے والے مرداور عورتیں اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاسکیں۔

ص:34 میں سطر :5اور6میں یہ لکھا ہے کہ ''ساڑھے سات تولہ سونا اس کی قیمت کا نقدروپیہ ہو،، یہ چیز سمجھ میں نہیں آئی۔ ساڑھے سات تولہ کی مقدار، یہ سونے کا نصاب ہے اورجب خود اس مقدار میں سونا موجود (3) ہوتو اس قیمت کا نقدروپیہ اعتبار کرنے کی کیا ضرورت اورکیا فائدہ ہے؟ سونے کا زکاۃ کے نصاب میں قیمت کا لحاظ قطعاً نہیں کیا جائے گا۔ ص :116 میں تفرقہ اندازی کے عنوان طبرانی کے حوالہ سے حدیث ''من تفرق فلیس منا،، ذکرکی گئی ہے اور ترجمہ میں یہ لکھا گیا ہے،، جو شخص آپس میں تفرقہ اورجدائی ڈالے وہ ہم میں سے نہیں ہے،، لفظ حدیث اور ترجمہ میں مناسبت نہیں ہے۔ ''تفرق،، کے معنی جدائی ہونے کے ہیں، جدائی ڈالنے کے نہیں ہیں۔ اس مقصد کے لیے ''فرق،، کالفظ چاہیئے۔ چنانچہ یہ حدیث سیوطی نے جامع صغیر میں طبرانی کے حوالہ سے ''من فرق فلیس منا، ہی کے لفظ کے ساتھ ذکر کی ہے۔ لیکن اس لفظ یعنی ''من فرق،، کا وہ مطلب بنان کرنا جسے آپ نے کتاب میں عنوان مذکور کے تحت ذکرکیا ہے، مخدوش ہے۔ اس لیے کہ یہ حدیث مسند احمد(1)(حاشیہ: مسند احمد4 412-414)، ترمذی(2) مستدرک حاکم (حاشیہ: کباب البیوع باب ماجاء فی کراہتۃ ان یفرق بین الاہوین او بین الوالدۃ وولدہا فی البیع (1283)3 580وکتاب السبی باب فی کراہیۃ التفریق بین السبی 3-1566 134، عن ابی ایوب الانصاری، علامہ البانی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (1 55) میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''من فرق بین والدہا، فرق اللہدینہ وبین اجتہ یوم القیامۃ،، چنانچہ علامہ عبدالرؤف مناوی نے فتح القدیر شرح جامع صغیر6 187 میں اس مطول حدیث کی روشنی میں آپ کی پیش کردہ مختصر حدیث کی شرح میں لکھا ہے: ''من فرق، ای بین والدۃ وولدہا فلیس منا، ای لیس من العالمین بشرعنا المتبعین لأمرنا،، علاوہ بریں یہ مختصر حدیث جو معقل بن یسار صحابی سے مروی ہے، سخت ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی نصر بن طریف ہیں اوروہ کذاب ہیں کما قال الہیثمی فی مجمع الزاوائد.

ص:125 میں مشکاۃ کے حوالہ سے ایک حدیث بایں لفظ نقل کی گئی ہے: ''النکاح من سنتی، فمن رغب عن سنتی، فلیس منی،، اس کے بارے میں اس سے پہلے کبھی آپ کو لکھا جاچکا ہے کہ کسی ایک روایت میں یہ (4) پورا متن موجود نہیں ہے، بلکہ جو مختلف حدیثوں کا الگ الگ ٹکڑا ہے، جس کو صاحب مشکوۃ نے ایک جگہ جوڑدیا ہے، اوراس طرح سے یہ حدیث زبان زد عوام وخواص ہوگئی ہے۔

ص:147 میں سطر17 میں لکھا گیا ہے وہ یعنی داوٗد علیہ السلام درع اورلوہے کی مصنوعات بناتے تھے۔ حدیثوں میں صرف زرہ بنانے کا اورقرآن میں ''صنعۃ لبوس، (الانبیاء:8) کی تعلیم کا ذکر ہے۔ آپ کی کتاب (5) میں درع کے بجائے ''زرہ،، کے ذکر پر اکتفا ہونا چائیے۔

ص:149 کی آخری سطروں میں لباس کی کاٹ چھانٹ اور بناوٹ میں نئی نئی صورتیں پیداکئے جانے، اوران کے اختیار روجواز کے لیے جو شرطیں ذکر کی گئی ہیں۔ ان میں اس ایک شرط کا اضافہ کرنا مناسب بلکہ ضروری (6) ہے: ایسی وضع اورتراش، لباس کی نہیں ہونی چائیے جو کسی غیر مسلم کی قومی یا مذہبی پوشاک ولباس کے مشابہ ہوجائے تاکہ ''من تشبہ بقوم فہو منہم،، کے خلاف نہ ہو۔

(عبیداللہ رحمانی (مکاتب شیخ رحمانی بنام مولانا محمدامین اثری ص:132 136

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 28

محدث فتویٰ